نفسیات

12

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

جملہ حقوق بحق پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور محفوظ ہیں

تیار کردہ: پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

منظور کردہ: وفاقی وزارتِ تعلیم حکومت پاکستان، اسلام آباد بموجب مراسلہ نمبری F.13-10/2006-SS

فہرست

	عنوانات	صفحہ
حصہ اوّل	نموئی نفسیات	1
حصہ دوم	صحت کی نفسیات	19
حصہ سوم	سماجی نفسیات	47
حصہ چہارم	رہنمائی اور مشاورت	70

مصنفین:

☆ پروفیسر فقیہہ الدین حیدر (ریٹائرڈ)

☆ پروفیسر عصمت اللہ چیمہ، اسسٹنٹ پروفیسر

☆ پروفیسر توقیر سلیم خان، اسسٹنٹ پروفیسر

☆ فریدہ صادق، سینئر ماہر مضمون (نفسیات)

ایڈیٹرز:

☆ پروفیسر زریں بخاری

☆ فریدہ صادق، سینئر ماہر مضمون (نفسیات)

نگران: ☆ فریدہ صادق

☆ ڈپٹی ڈائریکٹر گرافکس / آرٹسٹ: مسز عائشہ وحید

ڈائریکٹر مسودات: ☆ ڈاکٹر مبین اختر

ناشر: شہزاد بک سنٹر لاہور

مطبع: شہزاد نوید پرنٹرز لاہور

تاریخ اشاعت	ایڈیشن	طباعت	تعداد اشاعت	قیمت
مئی 2018ء	اول	16th	8,000	41:00

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

حصہ اوّل

نموئی نفسیات

(Developmental Psychology)

نموئی نفسیات کو بچے کی نشو ونما بھی کہا جاتا ہے یہ نفسیات کی اہم ترین شاخوں میں سے ایک ہے۔ نموئی نفسیات کا تعلق انسانی زندگی میں واقع ہونے والی تمام تبدیلیوں کو بیان کرنے اور واضح کرنے سے ہے اس کا مطالعہ بچے کی ابتدا کے عمل سے لے کر تمام زندگی پر محیط ہے اس لیے ہم اسے نشو ونما کی نفسیات یا نموئی نفسیات کہتے ہیں۔ نشو ونما کا عمل استقرارِ حمل سے لے کر موت تک جاری رہتا ہے۔ جوں جوں بچے بڑے ہوتے ہیں ان کی جسمانی، ذہنی، سماجی اور ہیجانی نشو ونما ہوتی رہتی ہے۔ بچے پیدا ہوتے ہی دیکھنے اور سننے کی استعداد رکھتے ہیں اور جلد ہی ان کا ماحول کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا عمل شروع ہو جاتا ہے صرف چھ ماہ کی عمر میں ہی وہ مانوس اشیا کو پہچاننے لگتے ہیں۔ (Weizman, Cohen & Park, 1971) وہ بہت سے پختہ ہیجانات مثلاً خوف، خوشی، تشویش، غصہ اور حیرانی کا اظہار کرنے لگتے ہیں۔ بچے کھیل ہی کھیل میں کچھ دو اور کچھ لو کا سماجی عمل اختیار کر لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ لوگ اکثر متوقع جواب دیتے ہیں۔ (Izard, 1978)

اصولِ مطالعہ کی رو سے نفسیات کے ہر موضوع کو نموئی تناظر میں مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً ادراک، آموزش، یاد، تفکر، محرک اور شخصیت وغیرہ۔ ابتدائی درجۂ بلوغت کی مخفی استعدادیں کیا ہیں؟ کیا بڑھاپے کے ساتھ یاد، آموزش یا کوئی اور ذہنی قابلیتیں روبہ زوال ہو جاتی ہیں، ایک فرد کی شخصیت میں انفرادیت کی تشکیل کیسے ہوتی ہے، ایسے تمام سوالوں کا جواب ہمیں نموئی نفسیات کے مطالعہ سے ملتا ہے۔ اس شاخ کا دائرۂ عمل بہت وسیع ہے۔ امریکہ میں نموئی نفسیات کے بہت سے ماہرین نے کالجوں، یونیورسٹیوں اور طبی اداروں میں مراکز کھول رکھے ہیں۔ تعلیمی تحقیق میں وہ نہ صرف بچوں کی عمومی نشو ونما کا اندازہ لگاتے ہیں بلکہ والدین کو بھی مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کی نشو ونما میں کس طرح مدد کر سکتے ہیں۔ غرض نموئی نفسیات انسان کی پوری زندگی میں ذہنی اور جسمانی نشو ونما کے عمل کا تفصیل سے مطالعہ کرتی ہے۔

انسان پیدائش کے وقت تو اس قابل نہیں ہوتا کہ وہ اپنی تمام ضروریات پوری کر سکے جو صلاحیتیں اس کے اندر قدرت نے عطا کی ہیں ان سے استفادہ کرنے کا بھی وہ ابھی اہل نہیں ہوتا۔ اسے اپنی خداداد صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے کا اہل بننے کے لیے ایک طویل عرصہ درکار ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ ہم ہر اس شئے کو نامیات (Organism) کہیں گے جو زندہ دماغ رکھتی ہو اور جس کے بدن کے تمام اعضا ایک باہمی نظم وضبط سے مصروفِ کار ہوں۔ اس کا نظامِ عصبی بھی اسی قدر پیچیدہ ہوتا ہے کہ اسے مرحلۂ بلوغت تک پہنچنے اور صلاحیتوں سے مستفید ہونے کے لیے آموزش میں زیادہ وقت درکار ہوتا ہے۔ جوانی کی بھرپور زندگی گذارنے کے بعد اُس کی جسمانی اور ذہنی قوتوں میں زوال وانحطاط ظاہر ہونے لگتا ہے۔ یوں حیاتِ انسان کی نشو ونما اور بالیدگی کے کئی عہد ہوتے ہیں۔ نفسیات کی یہ شاخ ان ادوار کے دوران رونما ہونے والی تبدیلیوں کا نفسیاتی نقطۂ نظر سے مطالعہ کرتی ہے، اسے ہم نموئی نفسیات کے

علاوہ نشو و نما یا بچوں کی نفسیات بھی کہتے ہیں۔

نفسیات کی اس شاخ کے احاطۂ مطالعہ میں افراد کی زندگی کے دوران رونما ہونے والی تبدیلیوں کی تفصیل وتشریح شامل ہے۔ یہ بھی کہ کس طرح خوش گوار تبدیلیوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے اور کیسے ناخوشگوار سرگرمیوں کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے اور افراد کے مابین ان تبدیلیوں کے دوران رونما ہونے والے اختلافات اور مشابہات کی تفصیل سے وضاحت کرتی ہے۔ ہرلاک (Hurlocks, E.B, 1975) ان الفاظ میں نموئی نفسیات کی تعریف کرتی ہیں: ''یہ علمِ نفسیات کی وہ شاخ ہے جو انسان کے وجود میں آنے سے لے کر اس کی موت تک نشو و نما، پختگی اور عمر کے مختلف ادوار کا تفصیلی مطالعہ کرتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ادراکی، معاشرتی اور زندگی کے دیگر تقاضوں پر بحث کرتی ہے۔

نفسیات کی اس شاخ کے مطالعہ کے درج ذیل مقاصد ہیں:

ا۔ نشو و نما کے ایک عہد سے دوسرے عہد تک ظاہری شکل وصورت، دلچسپی، کردار اور نصب العین میں نمایاں اور مشترکہ تبدیلیاں کون کون سی ہیں جو رونما ہوتی ہیں؟

ب۔ نشو و نما کی یہ تبدیلیاں کب واقع ہوتی ہیں؟ کون سے عوامل اور اسباب وحالات اِن تبدیلیوں کے ذمہ دار ہیں؟

ج۔ فرد کے کردار پر یہ تبدیلیاں کس طرح اثر انداز ہوتی ہیں اور کہاں تک ان تبدیلیوں کی پیش گوئی کی جاسکتی ہے؟

د۔ کیا یہ تبدیلیاں انفرادی ہوتی ہیں یا ان کی نوعیت عالم گیر ہوتی ہے؟

بالیدگی کی تعریف (Definition of Growth)

بالیدگی کی تعریف کرنے سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ بالیدگی کو نشو و نما سے علیحدہ نہیں کیا جاسکتا اس حقیقت کے باوجود کہ بالیدگی اور نشو و نما کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور عموماً ایک دوسرے کے بدل کے طور پر استعمال ہوتی ہیں اور ان میں سے کوئی بھی اکیلے واقع نہیں ہوتی۔

یہ بات صحیح ہے کہ بالیدگی سے مراد صرف کمیّتی (مقداری) تبدیلی لی جاتی ہے۔ ایک بچہ صرف جسمانی طور پر ہی بڑا نہیں ہوتا بلکہ اس کا سائز، اندرونی اعضا کی ساخت اور دماغ بھی بڑا ہو جاتا ہے بچے کے دماغ کی بالیدگی سے بچے کی آموزش، یاد اور استدلال کی اہلیت بھی بڑھ جاتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ بچے کی جسمانی اور ذہنی دونوں طرح کی نشو و نما ہوتی ہے اس کے برعکس نشو و نما کا تعلق کیفیّتی اور کمیّتی (Qualitative and Quantitative) دونوں قسم کی تبدیلیوں سے ہے۔

ہم بالیدگی کو اس طرح بھی بیان کرسکتے ہیں:۔

بالیدگی کا آغاز فرد کی زندگی کی ابتدا کے ساتھ ہی ہو جاتا ہے جب سے رحمِ مادر میں بار آور خُلیہ (Fertilized Cell) وجود میں آتا ہے اور پھر بعد میں عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس میں عضویاتی اور جسمانی تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں۔ ان تبدیلیوں کے نتیجے میں آپ دیکھیں گے کہ درج ذیل عوامل وقوع پذیر ہوتے ہیں:

-i جسم کی لمبائی، اونچائی یعنی قد میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ پیدائش کے وقت عموماً بچے کا قد 43 سینٹی میٹر سے 53 سینٹی میٹر تک ہوتا ہے جو بارہ ماہ بعد قریباً تین گنا ہو جاتا ہے۔

-ii انسان کا وزن بڑھتا رہتا ہے۔ پیدائش کے وقت نارمل بچے کا وزن چھ سے نو پونڈ تک ہوتا ہے جو ایک سال بعد قریباً تین گنا

ہو جاتا ہے۔

iii- فرد کے اعضا کا حجم بھی قد اور وزن کی طرح بڑھتا رہتا ہے۔

دوسرے الفاظ میں فرد کے سائز (حجم) قد، وزن اور اعضا میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کو بالیدگی کہا جاتا ہے۔

بالیدگی کی وجہ سے مختلف اعضائے جسم کے وظائف بھی تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اور اس طرح رفتہ رفتہ فرد کرداری وظائف ادا کرنے کے درجے تک پہنچ جاتا ہے۔ مثلاً شیر خوار بچہ موٹر سائیکل نہیں چلا سکتا کیوں کہ اس کے جسم کے اعضا کی نشوونما اور پختگی اس درجہ کی نہیں ہوتی کہ اس میں وہ صلاحیت پیدا ہو سکے جو موٹر سائیکل چلانے کے لیے ضروری ہوتی ہے۔ اسی طرح ہر کام کو سرانجام دینے کے لیے عضلات، اعصاب وغیرہ کی پختگی کا ایک خاص درجہ ضروری ہوتا ہے۔

اندرونی اعضا میں عمر کے مطابق کمی یا بیشی جاری رہتی ہے۔ فرد کے دماغ کے حجم، دماغ کی ہڈیوں (Skull Bones)، ہاتھوں، ٹانگوں کی ہڈیوں، پسلیوں، جسمانی چربی، خون، کیمیائی رطوبتوں وغیرہ میں بھی تغیر جاری رہتا ہے۔ بالیدگی میں تغیر کا عمل آہستہ آہستہ رونما ہوتا ہے فرد کی جسامت، قد کاٹھ وغیرہ راتوں رات ہی میں تو نہیں بڑھ جاتے بلکہ اس عملِ افزائش کے لیے موزوں عرصہ درکار ہوتا ہے۔

بطورِ اصطلاح بالیدگی کو روزمرہ زندگی میں مختلف نوعیت کے عوامل کے لیے بھی استعمال میں لایا جاتا ہے۔ جیسا کہ:

i- تغیر (Change)

کرداری یا کرداری وظائف کے حصول کا جو قابلِ پیمائش درجہ فرد میں ظہور پذیر ہوتا ہے اور جس کا تعلق جسمانی نشوونما سے ہوتا ہے، بالیدگی ہی کی بدولت عمل میں آتا ہے۔

ii- اہلیت (Capability)

عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ فرد میں جتنی اہلیت، وقوفی صلاحیت، کارکردگی ہے اور اس میں جس قدر اضافہ یا کمی ہوتی ہے یہ بھی عملِ بالیدگی کا ہی حصہ ہے۔

iii- روزمرہ وظائف (Everyday Functions)

فرد جس قدر بھی کرداری وظائف روزمرہ زندگی میں ادا کرنے کے قابل ہوتا جاتا ہے، عملِ بالیدگی کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ مثال کے طور پر پیراکی کے لیے بچہ کو اعصاب میں مناسب پختگی لازمی طور پر درکار ہے۔ قابلِ فہم گفتگو کی غرض سے زبان کے عضلات میں موزوں حد تک مضبوطی آنا ضروری ہے۔ اس میں عمدگی، سلیقہ، نفاست کی حد اور نوعیت کیا ہے؟ یہ ایک خاص عمر میں ظاہر ہوتی ہے، اس کا تعلق بھی بالیدگی کے ساتھ ہے۔

iv- نمو (Development)

جب عملِ آموزش کی بدولت ترقی یا ارتقا واضح کرنا مقصود ہو تو بالیدگی کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ مثلاً ذہنی، مذہبی، اخلاقی، ثقافتی، سماجی سطحات میں تغیر، افزائش وغیرہ جو کہ زندگی کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔

۷- وراثتی پہلو (Hereditary Aspect)

وراثتی عمل کے ذریعے ہر نسل کے فرد میں اپنے آباء واجداد کے اوصاف منتقل ہوتے جاتے ہیں اور بالیدگی بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

نمو کی تعریف (Definition of Development)

نمو سے مراد ترتیب وار اور مربوط تبدیلیوں کا ارتقائی سلسلہ ہے جس میں کمیتی اور کیفیتی (Quantitative & Qualitative) دونوں قسم کی تبدیلیاں پائی جاتی ہیں۔ ترقیاتی سلسلے کا مطلب تبدیلیون کا رُکنے کی بجائے آگے کی جانب بڑھنا ہے اور ''بالترتیب اور متعلقہ'' کا مطلب ہے کہ تبدیلیوں کے درمیان ایک خاص قسم کا تعلق پایا جاتا ہے وہ تبدیلیاں جو پیدا ہو چکی ہیں یا ان کے بعد پیدا ہوں گی ان کا آپس میں ربط ہے۔ نیوگرٹن (Neugarten) نے واضح کیا کہ بڑے ہونے پر تبدیلیاں لوگوں کو کیسے متاثر کرتی ہیں؟

نیوگرٹن (Neugarten) کے مطابق لوگ تمام تر تجربات کے نتیجے میں اچھی یا بری تبدیلیاں حاصل کرتے ہیں چونکہ فرد کے ذہن میں تمام واقعات کے نقوش منقش ہو جاتے ہیں اس لیے افراد ان تجربات کے نقوش سے متاثر ہو کر نئے واقعات و حالات میں زیادہ بہتر طریقے سے اظہار کرتے ہیں۔ اس طرح ذہنی نظام نہ صرف وسیع ہوتا ہے بلکہ زیادہ حوالوں کے ساتھ شناخت کیا جاتا ہے۔ بالغ افراد کے ذہنی اعمال میں نہ صرف وسعت اور گہرائی بچوں سے زیادہ پائی جاتی ہے بلکہ ایک دوسرے سے بھی بہت مختلف ہوتے ہیں اور یہ رنگینی اور تنوع جوانی سے بڑھاپے تک بڑھتا ہی رہتا ہے۔ مندرجہ بالا بحث سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ نشوونما کا مطلب کیفیتی اور کمیتی تبدیلیاں ہی ہے جبکہ بالیدگی میں کمیتی تبدیلیوں کا صرف ایک پہلو پایا جاتا ہے۔ بالیدگی حاصل ہونے پر آموزش کے ذریعے جو وظائف سرانجام دیے جاسکتے ہیں اسے نمو کہیں گے۔ نظامِ اعصاب میں پختگی پیدا ہونے پر فرد پڑھنا لکھنا سیکھ سکتا ہے، اسی طرح نظامِ اعصاب کے ساتھ اس کی ذہنی، سماجی مہارتوں میں بھی تبدیلی پیدا ہوگی ایسی تبدیلیاں فرد کے طبعی اور اعصابی ساخت میں منظم انداز میں پیدا ہوتی ہیں اور دیرپا بھی ہوتی ہیں ایسی تبدیلیاں نہ تو کسی بیماری کے نتیجہ میں اور نہ ہی کسی حادثہ کے سبب پیدا ہوتی ہیں۔ نمو کی اصطلاح درج ذیل وظائف میں استعمال ہوتی ہے۔

i- عملِ آموزش (Process of Learning)

یہ ایک عملِ آموزش ہے جو بالیدگی کی بدولت عضویہ (Organism) میں خاص ترتیب کے ساتھ ظاہر ہونے والی تبدیلیوں کے معانی میں استعمال کی جائے گی جو تمام عمر جاری و ساری رہتی ہے اور یہ کہ بالیدگی کی غیر موجودگی میں عملِ آموزش غیر مؤثر و بے نتیجہ ہو کر رہ جائے گا۔

ii- عمر کی پختگی (Age Maturation)

نشوونما سے مراد پختگی کی وجہ سے فرد کے افعال میں بہتری یا انحطاط کا رونما ہونا ہے۔ ان کی بدولت فرد میں مختلف افعال میں اعلیٰ درجہ کی تنظیم رونما ہوتی ہے۔ اور ان میں امتیاز کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ پہلے بیس سالوں میں یہ تبدیلیاں عموماً ہی اور پہلی سے بہتر صورتوں میں ظاہر ہوتی ہیں جو کہ فرد میں منظم، باضابطہ، پیچیدہ، پائیدار اور متوازن تبدیلیاں پیدا کرتی ہیں۔ ہر سطح اور عمر کی پختگی کے نتیجے میں بچے کی صلاحیتیں بھی تغیر پذیر ہوتی رہتی ہیں۔ بچے، بالغ، ادھیڑ عمر اور بوڑھے افراد کی سوچوں میں تفاوت نمو کی

عمل کی بدولت ہوتا ہے جبکہ بالیدگی کی نسبت سے گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔

iii- وظائف (Functions)

بطورِ اصطلاح نفسیات میں نشوونما کو قوتی، معاشرتی، ذاتی اور اخلاقی وظائف میں تبدیلیوں کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے جس کی بنیاد اگرچہ بالیدگی ہوتی ہے لیکن ماحول کے زیرِ اثر دیگر اور سماجی مہارتیں متاثر ہوتی ہیں۔

پختگی کی تعریف (Definition of Maturation)

پختگی سے مراد فرد کا ان امور کو سرانجام دینے کے قابل ہو جانا ہے جو اس عمر کے لیے ضروری ہوتے ہیں یہ امور جسمانی اور ذہنی دونوں قسم کے ہو سکتے ہیں یہ ایک فرد کی خوابیدہ صفات کو ظاہر کرنے کے لیے اندرونی بلوغت یا پختگی کے درجے کو ظاہر کرتے ہیں یہ صفات اور خصوصیات افراد کے لیے نسلی عطیہ ہیں۔ بچوں کے رینگنے، گھٹنوں کے بل چلنے، بیٹھنے، کھڑا ہونے اور چلنے جیسے نسلی اعمال یا فائلوجینیٹک (Phylogenetic) کہلاتے ہیں۔ یہ پختگی کے نتیجے میں تشکیل پاتے ہیں۔ ان اعمال میں تربیت اور مشق کا کوئی زیادہ فائدہ نہیں ہوتا۔ مشروطیت کے عمل سے مشق کے مواقع کم کر دینے سے نشوونما کا عمل سست ہو جاتا ہے۔ تیرنے، بائیسکل چلانے، گیند پھینکنے یا لکھنے جیسے انفرادی اعمال بالآخر آنٹوجنیٹک (Onto genetic) کہلاتے ہیں۔ خصوصی افعال کے لیے تربیت اور مشق ضروری ہے۔ ان افعال کی نشوونما ترتیب کے بغیر نہیں ہوتی البتہ کوئی بھی وراثتی میلان ماحولی تائید اور مدد کے بغیر مکمل طور پر پختہ نہیں ہو سکتا۔

بالیدگی، نمو اور پختگی میں فرق
(Difference among Growth, Development and Maturation)

بالیدگی اور نشوونما ایک دوسرے سے مختلف ہیں اگرچہ بالیدگی اور نشوونما کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا اور عموماً ایک دوسرے کی جگہ استعمال بھی ہوتی ہیں۔ دونوں اکٹھی ہی واقع ہوتی ہیں اور ان میں سے کوئی بھی اکیلی واقع نہیں ہوتی یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجیے کہ بالیدگی سے مراد صرف کمیتی یا مقداری تبدیلی ہے۔ انسانی جسم کے تمام اعضاء بالیدگی کے عمل سے ساخت اور سائز میں بڑھتے ہیں ایک بچہ نہ صرف جسمانی طور پر بڑا ہوتا ہے بلکہ اس کے اندرونی اعضا اور دماغ کی ساخت اور سائز بھی بڑا ہوتا ہے۔ بچے کے دماغ کی یہ بالیدگی اس کے عملِ آموختہ اور استدلال پر منحصر ہوتی ہے۔ یہاں پتہ چلتا ہے کہ ذہنی طور پر بھی بالیدگی ہوتی ہے بالیدگی صرف مقداری تبدیلی ہے اور نمو تمام تر تبدیلیوں کا عمل ہے جو کمیتی اور کیفیتی دونوں قسم کی ہوتی ہیں لہٰذا ہم کہ سکتے ہیں کہ نمو کا مطلب تبدیلی ہے اور یہ تبدیلی دو قسم کی ہے کمیتی اور کیفیتی جو ایک خاص ترتیب اور ارتباط سے واقع ہوتی ہیں۔ پختگی ایک خاص عمر کے درجہ کی ضرورت کے مطابق افعال کو سرزد کرنے کی تیاری کا نام ہے۔ یہ فرد کے اندر موجود خصوصیات کو بے نقاب کرنے والا درجہ بلوغت ہے۔ مختلف قسم کے افعال عمر کے خاص درجۂ بلوغت پر انجام دیئے جا سکتے ہیں۔ تیرنے، گیند پھینکنے یا لکھنے جیسے افعال کے لیے ترتیب ضروری ہے اس کے باوجود ان افعال کے لیے اندرونی درجۂ بلوغت تک پہنچنا ضروری ہے۔ تحقیقات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جسمانی اور ذہنی خصوصیات کی تشکیل کچھ تو ان خصوصیات کے اندرونی درجۂ بلوغت پر منحصر ہے اور کچھ فرد کی مشق اور کوشش پر۔

عملِ آموزش میں بھی بالیدگی کا بہت حد تک عمل دخل اور اہم کردار ہے۔ اگر ہم ایک بچے کو وہ کام یا سبق سکھانے کی کوشش کریں جو اس کی بالیدگی کی سطح سے بلند تر درجے کا ہو تو بچہ یا تو اسے سیکھ نہیں پائے گا یا پھر اس کے لیے بہت زیادہ محنت کرنا پڑے گی۔ اسی

حقیقت کی وجہ سے گریڈ اوّل کا بچہ گریڈ پانچ کے نصاب پر عبور حاصل نہیں کر سکے گا اور اسی طرح میٹرک کا طالب علم بی۔اے کا نصاب سیکھنے کے قابل نہیں ہوگا۔ ظاہر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی کام کو سیکھنے یا کسی سبق کو یاد کرنے کی اہلیت اور وقوفی صلاحیت عمر کے بڑھنے کے ساتھ ہی پیدا ہوتی ہے۔

نمو اور بالیدگی دو مختلف مگر باہم منسلک، بیک وقت جاری وساری اور انتہائی اہم ارتقائی عوامل ہیں پھر معانی اور نوعیت میں بھی کافی مماثل ہیں۔

نمو اور بالیدگی کے پہلو

نشوونما کا عمل تین قسم کا ہوتا ہے مثلاً وقوفی، جسمانی اور سماجی۔ یہاں ان تینوں کا مختصر ذکر کیا جائے گا۔ نشوونما کے تینوں پہلو بیک وقت واقع ہوتے ہیں۔

i- وقوفی نشوونما ii- جسمانی نشوونما iii- سماجی نشوونما

i- وقوفی نشوونما (Cognitive Development)

نشوونما کے اس پہلو (وقوفی) سے، ہم یہ مراد لے سکتے ہیں کہ یہ وہ منظم تبدیلیاں ہیں جو فرد کے ذہنی افعال و اعمال کی مدد سے مختلف چیزوں سے واقفیت، اور فکری عمل سے تعلق رکھتی ہیں یہ ذہنی نشوونما سے متعلق ہے۔ جس میں یادداشت، تفکر، بصیرت اور تخلیق وغیرہ کے اعمال ہیں یہ پیچیدہ اور اعلیٰ درجے کے فکری اُمور کے سمجھنے میں مددگار ہوتی ہے دوسرے الفاظ میں ہم اسے ذہنی نشوونما (Intellectual Development) بھی کہہ سکتے ہیں البتہ اس میں ذاتی اور نفسیاتی نشوونما بھی شامل ہے جس کے تحت شخصیت کی تشکیل کے مختلف پہلو بھی زیرِ مطالعہ آتے ہیں۔

ایک شخص کے ذہن میں پیدائش کے وقت سے موجود خام قابلیتوں سے کس طرح بالغ عمری میں مہارت اور کمال کے درجہ کا اظہار ہوتا ہے؟ اس سوال کا جواب وقوفی نشوونما میں ملتا ہے۔ ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ بچے سکول میں داخلے کے وقت تک زبان کی مشکلات پر قابو پالیتے ہیں۔ وہ نارمل انداز میں گنتی کرنا، حروف ابجد بولنا، اپنی پسندیدہ کہانیاں سنانا اور بہت سی کھیلوں کے اصول واضح کرنا جانتے ہیں۔ ایشائی اور افریقی بچوں کے بارے میں یہ مکمل طور پر تو صحیح نہیں لیکن پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ سکول سے نکلے ہوئے بہت سے بچے ٹی وی سیٹ، ٹیلیفون اور ویڈیو مشین وغیرہ پر کام کر سکتے ہیں۔ جو چیزیں باپ دادا نے اپنی پوری زندگی میں سیکھی تھیں وہ سائنس اور ریاضی کی چیزیں بچے سکول کی تعلیم میں ہی سیکھ جاتے ہیں بڑے ہو کر ٹیکنالوجی کی اس دنیا میں انھیں اپنا پیشہ منتخب کرنا ہوتا ہے جس کے لیے بہت زیادہ مہارت کی ضرورت ہے مثلاً کمپیوٹر پروگرامنگ، دماغی سرجری یا خلائی جہاز کے پائلٹ کا کام وغیرہ۔

وقوف اور ذہانت ماحول میں مطابقت پذیری کے نفسیاتی عمل سے متعلق ہیں عام طور پر بچے ان قابلیتوں کی آموزش کرتے ہیں جن کے لیے ان کے والدین اور اساتذہ تقویت بخشتے ہیں۔ ابتدائی آموزش سے حاصل کردہ قابلیتیں نئی آموزشی صورتحال میں منتقل ہو کر نئی آموزش میں سہولت اور آسانی فراہم کرتی ہیں۔ اس طرح جلد حاصل کی جانے والی تنقیدی قابلیت ترقی کے عمل کو تیز تر کرتی ہے اور دیر سے حاصل کی جانے والی آموزشی قابلیت پسماندگی کو جنم دیتی ہے اور ایک قابلیت کی آموزش میں دیر سے دوسری قابلیتوں کی آموزش میں بھی دیر ہو جاتی ہے یوں کہنا چاہیے کہ اپنی عمر سے آگے چلنے والے بچے اور زیادہ آگے رہتے ہیں اور اپنی عمر سے پیچھے رہنے والے پیچھے رہ جاتے ہیں مختلف تہذیبوں میں مختلف قابلیتوں کو اہم سمجھا جاتا ہے اس لیے مختلف تہذیبوں میں مختلف قسم کی قابلیتیں پائی

جاتی ہیں۔

ii- جسمانی نمو (Physical Development)

اللہ تعالی کی بہترین مخلوق جس کے بارے میں جلِ شانہ نے فرمایا ''انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا'' یہی بنی نوع انسان ہے۔ یک خلوی عضویہ کا بڑا ہو کر اربوں خلیات پر مبنی ایک بالغ انسان بن جانا اور جسمانی اور ذہنی قابلیتوں کا امتیازی مقام پانا درحقیقت ایک حیران کن عمل کے باعث ہے۔ کاکلن (Coklin 1923) ایک مشہور ماہر حیاتیات نے کہا ''بنی نوع انسان کی نشوونما تمام عجائب میں سب سے بڑا عجوبہ ہے'' ہم انسان کی جسمانی نشوونما کے مختصر جائزہ کے لیے اس کی پوری زندگی کو آٹھ ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

ا۔ قبل پیدائش شکم مادر کا عرصہ (Prenatal Period)

ب۔ شیر خوارگی اور پاؤں پاؤں چلنے کا عرصہ (Infancy Period)

ج۔ ابتدائی بچپن (Early Childhood)

د۔ لڑکپن (Late Childhood) (Pre Adolescence)

ہ۔ نوبلوغت (Adolescence)

و۔ جواں بالغ (Early Adulthood)

ز۔ ادھیڑ پن (Late Adulthood)

ح۔ بڑھاپا (Old Age)

استقرار حمل سے لے کر پیدائش تک کا عرصہ قبل پیدائش شکم مادر (Prenatal) کہلاتا ہے اس عرصہ میں نشوونما بہت تیز ہوتی ہے۔ پیدائش سے دو سال تک کا عرصہ شیر خوارگی (Infancy) کہلاتا ہے۔ اس عرصہ میں بچہ مکمل طور پر مجبور ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ اپنے عضلات پر قابو پا کر خود اعتمادی سیکھتا ہے۔ بچپن یا لڑکپن کا عرصہ 2 سال کی عمر سے بلوغت تک ہے۔ یہ دو درجوں میں منقسم ہے ابتدائی بچپن جو دو سے چھ سال تک کی عمر پر محیط ہے اور دوسرے لڑکپن جو چھ سے بارہ سال تک کی عمر پر محیط ہے اس کے بعد بلوغت کا عرصہ گیارہ بارہ سال کی عمر سے شروع ہوتا ہے اور سولہ سال کی عمر میں ختم ہوتا ہے۔ زندگی کا باقی عرصہ بالغ پن پر محیط ہے جو جوانی، ادھیڑ پن اور بڑھاپے تک چلتا ہے۔

iii- سماجی نمو (Social Development)

سماجی نمو سے مراد بچے کا دوسرے لوگوں کے ساتھ جان پہچان اور میل ملاپ کی نمو کا مکمل ہونا ہے۔ بچے کی سماجی نمو اس کی پیدائش کے بعد اُس وقت سے شروع ہو جاتی ہے جب وہ اپنے اردگرد کے لوگوں کو پہچاننے لگتا ہے۔ تین اور چھ سال کی عمر کے درمیان ایک لڑکا عموماً اپنے باپ کے ساتھ یا گھر میں کسی دوسرے قریبی مرد کے ساتھ تماثل قائم کر لیتا ہے اور ایک لڑکی عموماً اپنی ماں یا گھر میں موجود کسی دوسری قریبی عورت کے ساتھ تماثل قائم کر لیتی ہے۔ بچہ جس شخص کے ساتھ تماثل قائم کرتا ہے اس کی خصوصیات، اعتقادات، رویے اور اقدار اپنا لیتا ہے اس سے بچے کا اخلاقی ضابطہ بنتا ہے۔ اور ہر جنس کے لیے متوقع کردار کی فہم بھی تشکیل پاتی ہے۔

بچے اپنے والدین اور دوسرے بزرگوں کی تقلید کرتے ہیں۔ سماجی آموزش کے نظریے کے مطابق تماثل (Identification)

ماڈل (نمونہ) کو مشاہدہ کر کے تقلید کرنے سے قائم ہوتا ہے۔ اس طرح کے نظریات معاشرے اور تہذیب کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔
بچوں کی پرورش میں والدین کا تربیتی انداز بہت اہم ہے، جو دو قسم کا ہوتا ہے۔
ا۔ آمرانہ انداز ب۔ غیر مزاحمتی انداز
آمریت پسند والدین بچوں میں بلاچوں چراں تعمیل حکم کو اہمیت دیتے ہیں، جب کہ غیر مزاحمتی والدین بچوں میں خود اظہاری اور خود انضباطی کو اہمیت دیتے ہیں۔ گھر سے باہر پڑوسی سکول محلے میں پائے جانے والے دوسرے افراد کا رویہ بھی بچے کی سماجی نمو میں مثبت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

پیاجے کا وقوفی نشوونما کا نظریہ
(Piaget's Theory of Cognitive Development)

سویٹزرلینڈ کے ایک حیاتیاتی اور نفسیاتی ماہر جین پیاجے (1896-1980) نے وقوفی نشوونما یا حصول علم کے مختلف مدارج کی وضاحت کے لیے ایک نظریہ پیش کیا۔ اس کا نظریہ جدید دور کے نظریات میں ذہنی نشوونما کی بہترین وضاحت کرتا ہے پیاجے کے نزدیک علم حاصل کرنے کی قابلیت عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتی رہتی ہے۔ اس کے خیال میں بچہ ماحولی مہیجات کے لیے محض ایک منفعل (Passive) ردعملی نہیں بلکہ وہ اپنی وقوفی نشوونما کا ایک فعال معمار ہے وہ پختگی، آموزش اور تجربات کے مابین تعامل (Interaction) پر زور دیتا ہے اور اپنی سکیم میں پختگی کو ایک اہم مقام پر رکھتا ہے دوسرے لفظوں میں بچے کو نئی نشوونما کے لیے خود کو تیار کرنا ہوتا ہے لیکن وہ فیصلہ کن وقتوں میں بعض قسم کے تجربات حاصل نہیں کر سکے گا یہ تجربات طبعی اشیا کے ساتھ تعلیم کے براہِ راست تعلق پر مشتمل ہیں پیاجے کی وقوفی نشوونما کی چار منازل یا مدارج مندرجہ ذیل ہیں۔

- i- حسی حرکی درجہ (Sensori -Motor Stage)
- ii- قبل عملی درجہ (Pre- Operational Stage)
- iii- ٹھوس عملی درجہ (Concrete Operational Stage)
- iv- رسمی عملی درجہ (Formal Operational Stage)

چاروں مدارج کی تفصیل درج ذیل ہے۔

i- حسی حرکی درجہ (Sensori-Motor Stage)

پیدائش سے دو سال تک کی عمر کے اس دور میں بچے تفکر کی نسبت اپنے حرکی کردار کے ذریعے دنیا کے بارے میں علم حاصل کرتے ہیں۔ بچے ماحول کے تعلق سے اپنے جوابی اعمال و افعال کے لیے انعکاسی حرکات (Reflex Action) سے لے کر منظم حرکات تک کی آموزش حاصل کرتے ہیں۔ اس عرصہ میں وہ مختلف حواس کے ذریعے حاصل کردہ معلومات کو مربوط کرنا سیکھتے ہیں اور مقصود مرضی عمل کرتے ہیں۔ بچے حسی حرکی دور کی سب سے اہم تحصیل استقرار اشیا کا تصور حاصل کرتے ہیں۔ استقرار اشیا سے مراد کسی شے یا شخص کی موجودگی کا وہ احساس ہے جو نظروں سے ہٹ جانے کے بعد بھی ذہن میں باقی رہتا ہے اسی بنا پر وہ لوگوں کو پہچاننا شروع کر دیتے ہیں اور اپنی گم شدہ اشیا کو جہاں کہیں ہوں ڈھونڈ نکالتے ہیں۔

ii- قبل عملی درجہ (Pre-Operational Stage)

دو سے سات سال تک کی عمر کے اس عرصہ میں بچے لوگوں، جگہوں اور اشیاء کا علامتی الفاظ کے ذریعے اظہار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس درجے میں بچوں کی کیفیتی نشوونما آگے کی طرف بڑھتی ہے۔ اب وہ اشیا کی عدم موجودگی میں ان کے بارے میں سوچنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ وہ غیر موجود افعال کی نقل کر سکتے ہیں۔ وہ ہندسوں اور لفظوں کی زبان کا استعمال کر سکتے ہیں علامتی نظام میں اہم ترین زبان کا لطیف استعمال ہے۔ انہیں اس بات کی سمجھ آنے لگتی ہے کہ اشیاء اپنی شکل بدلنے کے باوجود اپنی ہستی برقرار رکھتی ہیں۔ وہ اب ٹیوب لائٹ کو ''آن'' اور ''آف'' کرنے کے درمیان تعلق کو سمجھنے لگتے ہیں۔ تاہم ابھی خیالات میں بہت سی خامیاں باقی ہوتی ہیں۔

iii- ٹھوس عملی درجہ (Concrete Operational Stage)

سات سے گیارہ سال تک کی عمر کے اس دور میں بچے خود مرکزیت سے نکل کر نئے نئے تصورات کو سمجھنا اور استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ وقوف میں اس کیفیتی ترقی سے وہ اشیا کی درجہ بندی، ہندسوں کا استعمال، اور صورتحال کے تمام پہلوؤں کو مدِ نظر رکھنا اور متضاد حالات کو سمجھنا سیکھ جاتے ہیں وہ اپنے آپ کو دوسروں کی جگہ رکھ کر بہتر انداز میں سوچنے لگتے ہیں جو دوسرے لوگوں کو سمجھنے کے لیے ضروری ہوتا ہے اور وہ اس طرح اخلاقی فیصلے کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

خواہ مادے کو دوبارہ ترتیب دے دیا جائے لیکن اگر اس میں سے کچھ نکالا نہ گیا یا کچھ اور ڈالا نہ گیا ہو تو مادے کی دو برابر کی کیفیتیں صفاتی جوہر، وزن، لمبائی، تعداد حجم اور وسعت میں) برابر ہی رہتی ہیں۔ مادے کی شناخت کی یہ قابلیت تحفظ یا بقا(Conservation) کہلاتی ہے۔ بچوں میں تحفظ کی یہ قابلیت مختلف وقتوں میں تشکیل پا جاتی ہے۔ چھ یا سات سال کی عمر میں وہ مادے کی اس ڈھیر یا اصل کی پہچان کر سکتے ہیں۔ نو یا دس سال کی عمر میں وہ وزن کی حقیقی پہچان کر سکتے ہیں اور گیارہ بارہ سال کی عمر میں حجم اور جسامت کے تحفظ (Conservation) کا تصور کر سکتے ہیں۔

iv- رسمی عملی درجہ (Formal Operational Stage)

بارہ سال اور اس سے اوپر کی عمر میں رسمی عمل کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ اس دور میں بچے تجرید (Abstract) میں سوچنے کی قابلیت حاصل کر لیتے ہیں۔ اس عمر میں لوگ طبعی لحاظ سے غیر موجود مسائل کو سمجھ لیتے ہیں۔ مفروضوں پر کام کر کے منضبط طریقے سے ان مفروضوں کی جانچ کر لیتے ہیں۔ شروع میں پیاجے کا خیال تھا کہ تمام نارمل بچے بارہ سال کی عمر میں وقوفی نشوونما میں کیفیتی ترقی حاصل کر لیتے ہیں۔ لیکن بعد میں اس نے یہ خیال بدل دیا اور کہا کہ مختلف تجربات کے باعث تاخیر سے اس درجہ کا حصول انیس برس تک (late teens) کی عمر میں ہو سکتا ہے۔ کچھ دوسرے محققین نے دریافت کیا کہ بعض لوگ رسمی عمل کا یہ درجہ کبھی بھی حاصل نہیں کر پاتے۔

اریکسن کا نفسیاتی اور سماجی نمو کا نظریہ

(Erikson's Theory of Psychosocial Development)

اریکسن (1902) نے نارمل انسانی نشوونما کا ایک نظریہ پیش کیا جو انسان کی ساری زندگی پر محیط ہے۔ شخصیت کی تشکیل میں معاشرے کے اثر کو ملحوظ رکھتے ہوئے اریکسن نے فرائیڈ کے تصور انا (Concept of Ego) کی بنیاد پر اپنا نظریہ استوار کیا۔ اریکسن نے نشوونما کے آٹھ مدارج بتائے ہر درجہ زندگی کے ہر نئے موڑ پر بحران میں کامیابی سے نمٹنے پر منحصر ہے اریکسن کے یہ آٹھ بحرانی دور اس کی نشوونما کے آٹھ مدارج کو ظاہر کرتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

بحران نمبر 1: اعتماد بمقابلہ بے اعتمادی (Crisis I: Trust versus Mistrust)

اریکسن کے نزدیک بچے کی زندگی میں پہلا نازک مرحلہ پیدائش سے ایک ڈیڑھ سال تک کی عمر کا ہے اس بحران سے کامیابی سے نمٹنے کا بنیادی عنصر مستقل اور قابل اعتبار احتیاط ہے بچہ اس اعتماد پر کہ ماں یقیناً واپس آجائے گی اسے باہر جانے دیتا ہے۔ ماں پر اس کا یہ اعتماد ہی اس کو یہ سکھاتا ہے کہ وہ کس پر اعتماد کر سکتا ہے اور کس پر اعتماد نہیں کر سکتا۔

بحران نمبر 2: خودمختاری بمقابلہ شرم، جھجک اور شک

(Crisis 2: Autonomy versus Shame & Doubt)

اریکسن کے مطابق اس نازک موڑ کا عرصہ ڈیڑھ سال سے تین سال کی عمر تک کا ہے اس دور میں پہلے سے قائم اعتماد کی بنیاد پر بچے ماحول میں خودمختاری کی نئی مہارت کے ساتھ چل پھر کر اور زبان کے استعمال سے ماحول کی واقفیت حاصل کرتے ہیں۔ بچے یہ سیکھ لیتے ہیں کہ ان میں کتنی کمی باقی ہے اور وہ کتنے خودمختار ہو گئے ہیں شک کی یہ صحت مندانہ حس انہیں اپنی خامیاں جاننے میں مدد دیتی ہے۔ شرم یا جھجک کی تشکیل انہیں صحیح اور غلط کے درمیان پہچان میں مددگار بنتی ہے۔ عمر کے اس دور میں والدین کی نگرانی بہت ضروری ہے اس دور میں والدین کی زیادہ روک ٹوک بچوں میں مزاحمت پیدا کرتی ہے اور بالکل کنٹرول نہ کرنے سے بچے منہ زور ہو جاتے ہیں۔

بحران نمبر 3: آزادانہ اظہار بمقابلہ احساسِ جرم (Crisis 3: Initiative versus Guilt)

اریکسن کے مطابق بچوں کو تین سے چھ سال کی عمر میں اس بحران کا سامنا ہوتا ہے۔ اس دور میں بچوں کی کشمکش بنیادی طور پر کوئی کام شروع کر کے جاری رکھنے اور اس خواہش پر احساسِ جرم کے درمیان پائی جاتی ہے۔ اس دور میں بچوں کو سیکھنا ہوتا ہے کہ وہ اپنی شخصیت کے ان پہلوؤں میں باقاعدگی کیسے لائیں اس طرح ان میں احساس ذمہ داری کے ساتھ زندگی سے لطف اندوز ہونے کی حس تشکیل پاتی ہے بہت زیادہ احساسِ جرم ہونے کی صورت میں بچے خود پر بہت زیادہ کنٹرول کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اپنے آپ کو آزادانہ اظہار سے روک لیتے ہیں۔

بحران نمبر 4: محنت بمقابلہ احساسِ کمتری (Crisis 4: Industry versus Inferiority)

چھ سال کی عمر سے بارہ سال کی عمر تک بچے سکول میں تہذیب اور اپنی عمر سے بڑی عمر کے بچوں اور بزرگوں کی عزت کرنا سیکھ لیتے ہیں۔ اس دور میں تخلیق اور مقابلہ کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔ بچے کو یہ جاننے کی خواہش ہوتی ہے کہ اسے ابھی کتنا اور سیکھنا ہے اس مرحلہ پر وقوفی ترقی کو ٹھوس عملی درجہ کا نام دیا گیا ہے جس میں بچے ممکنہ حد تک بہت سی تخلیقی تحصیل کے قابل ہو جاتے ہیں۔

بحران نمبر5: شناخت بمقابلہ کرداری الجھاؤ
(Crisis 5: Identity versus Role Confusion)

بلوغت کے آغاز کے ساتھ ہی بچے کے لیے اہم ترین کام اپنی ذات کی شناخت حاصل کرنا ہے۔ وہ یہ جاننے کے لیے سوال کرتا ہے "میں درحقیقت کون ہوں؟ یہ دور گیارہ بارہ سال کی عمر میں آتا ہے جب بچوں میں پیدا ہونے والی جسمانی تبدیلیاں انہیں متحیر کر دیتی ہیں۔" میں کون ہوں؟ اس قسم کے سوالات اکثر نوجوانوں کو تنگ کرتے ہیں۔ جب کہ تیرہ سے انیس برس تک (Teenagers) کے لوگ اکثر اپنے معمولاً طرز زندگی اور الجھاؤ کے خطرات سے دوچار اور پریشان سوال کرتے رہتے ہیں۔ ان کی الجھن بچگانہ حرکات، ہیرو ورشپ (Hero Worship) یا کرداری الجھاؤ وغیرہ کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ ایرکسن کے مطابق محبت کرنے کا عمل بھی شناخت کی حد بندی کی کوشش میں شامل ہے۔

بحران نمبر6: بے تکلفی کی گہری دوستی بمقابلہ تنہائی اور علیحدگی
(Crisis 6: Intimacy versus Isolation)

کسی دوسرے کے ساتھ قریبی روابط قائم کرنا بلوغت کے دور کا ایک اور نازک مرحلہ ہے۔ جبکہ انفرادیت قائم رکھنے کے لیے ایک خاص حد تک علیحدگی رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ ایک بہت دلچسپ لیکن الجھن پیدا کرنے والا بحرانی دور ہے جس میں فرد بیک وقت گہری دوستی اور علیحدگی چاہتا ہے۔ اس بحران کے بارے میں ایرکسن کا ابتدائی نظریہ بہت محدود تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ توالد و تناسل کی مثالیت اور معیاری جنسِ مخالف کو پیار کرنے میں اعضا کے باہمی ملاپ اور بچہ پیدا کرنے کے تعلقات پر مشتمل ہے۔ اس طرح اس نے ہم جنسوں، غیر شادی شدہ اور لاولد لوگوں کو صحت مند نشوونما کے دائرے سے خارج کر دیا ہے۔

بحران نمبر7: نسل کو آگے بڑھانا بمقابلہ ٹھہراؤ
(Crisis 7: Generativity Versus Stagnation)

تقریباً چالیس سال کی عمر میں لوگوں کو نسل آگے بڑھانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے یعنی وہ نئی نسل پیدا کرنا اور ان کی رہنمائی کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا اظہار اپنے بچے پال کر اپنی زیرِ حفاظت بچوں کی تعلیم دے کر یا کوئی زندہ رہنے والا تخلیقی کام کر کے کیا جاتا ہے۔

بحران نمبر8: ذات یا "انا" کی سالمیت بمقابلہ مایوسی
(Crisis 8: Ego Integrity versus Despair)

ذات کی سالمیت اور کاملیت مندرجہ بالا ساتوں بحرانوں سے کامیابی سے نمٹ لینے کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ نتیجتاً انسان اپنی ذات یا 'انا' سے پیار کرتا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اپنی گزری ہوئی تمام زندگی سے مطمئن ہے۔ وہ کیا کر سکتا تھا یا اسے کیا کرنا چاہیے تھا جیسے تاسف اور افسوس سے بری ہے ایک شخص جو اپنی گزاری ہوئی زندگی سے مطمئن نہیں ہوتا وہ یہ جان کر حسرت و مایوسی میں ڈوبا رہتا ہے کہ اب اسے کوئی اور نئی زندگی نہیں ملے گی یا اب اس کے پاس صحیح کام کرنے کا وقت نہیں رہا۔

جسمانی نمو (Physical Development)

انسان کا استقرارِ حمل اور پیدائش سے لے کر موت تک کا تمام عرصۂ حیات جسمانی نشوونما کے مطالعہ کے دائرے میں آتا ہے چونکہ نشوونما سے مراد تبدیلی کا عمل ہے جو کیفیتی اور کمیتی لحاظ سے تمام زندگی جاری رہتا ہے اس لیے ہم ساری زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں۔ قبل پیدائش سے ہی ہم دیکھنا شروع کر دیتے ہیں کہ بچہ اپنے، قد، وزن اور حرکی قابلیتوں کے اعتبار سے کیسے بڑھ رہا ہے۔ اکثر بچوں میں یہ تبدیلیاں، بہت واضح اور نمایاں نظر آتی ہیں اور بعض میں یہ قابلیتیں کم ظاہر ہوتی ہیں۔ اس سے روزمرہ کی زندگی میں بچوں کی مختلف حالات میں ادراکی اور جوابی فعلیت (Perception and Reaction) کے استعداد کو سمجھنے میں رہنمائی ملتی ہے۔ قبل پیدائش، شیر خوارگی، بچپن، لڑکپن، بلوغت اور بالغیت سے بڑھاپے تک کے تمام مدارج جسمانی نشوونما کے مطالعہ کا مرکز ہیں جس میں بچپن کے دوران بالیدگی اور حرکی نشوونما کے فطری یا اکتسابی ہونے کے موضوعات کا تفصیلی معائنہ کیا جاتا ہے۔ جسمانی نشوونما کے مطالعہ میں بچپن اور لڑکپن کی طرح بلوغت اور بالغیت جیسے تمام ادوار بہت اہم ہیں۔ جسمانی نشوونما انسانی نشوونما کے تین پہلوؤں میں سے ایک اہم پہلو ہے۔ دوسرے دو وقوفی اور سماجی نشوونما کے ہیں۔ انسانی نشوونما کو مکمل طور پر سمجھنے کے لیے ان تینوں پہلوؤں کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔

i- کوہلبرگ کا اخلاقی نمو کا نظریہ (Kohlberg's Theory of Moral Development)

کوہلبرگ اپنے اخلاقی نمو کے نظریہ میں لوگوں کے انصاف پر مبنی اخلاقی طرزِ فکر پر توجہ دیتا ہے۔ اس نے اخلاقی نمو کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اخلاقی نمو انصاف کو قبول کرنے کی حس کی نموئی حالت ہے۔ کوہل برگ نے اخلاقی نمو کی تعریف انصاف کے اقرار کی حس کی نشوونما کے طور پر کی ہے وہ لوگوں کے اخلاقی طرزِ عمل کی نسبت زیادہ تر لوگوں کے اخلاقی طرزِ فکر کو اپنا مرکز توجہ بناتا ہے۔ اس نے چند اخلاقی برائیوں پر مبنی ایک سوالنامہ تیار کیا مثلاً ایک آدمی جو اپنی قریب المرگ بیوی کے لیے دوائی خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا کیا اسے چوری کر کے اپنی ضرورت پوری کر لینی چاہیے؟ کیا ایک ڈاکٹر کو مہلک مرض میں مبتلا مریض کو تکلیف سے نجات دینے کے لیے موت (Mercy Killing) دے دینی چاہیے؟ کوہل برگ کا خیال ہے کہ بچے جب تک بلوغت کی عمر کو نہیں پہنچ جاتے وہ اخلاقی استدلال میں اونچا درجہ حاصل نہیں کر سکتے اور بعض لوگ کبھی بھی اخلاقی استدلال میں اونچا درجہ حاصل نہیں کر سکتے۔ بچوں کے اخلاقی موضوعات کے بارے میں سوچنے کے انداز کا انحصار ان کی وقوفی نشوونما، کردار اور تربیت پر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بچے کبھی بھی دوسروں کے اعمال کے بارے میں اخلاقی فیصلہ نہیں کر سکتے جب تک کہ وہ خود کو دوسروں کے عمل سے متاثرہ لوگوں کی صف میں رکھ کر نہیں دیکھتے۔ جب تک کہ ان میں اپنے سماجی کردار کی ادائیگی کی مہارت پیدا نہیں ہو جاتی انھیں دوسروں کے کردار کے اثرات کا اندازہ نہیں ہوتا۔

کوہلبرگ اخلاقی استدلال کے لیے چھ مدارج کا ذکر کرتا ہے۔ ان چھ مدارج کو تین سطحوں میں تقسیم کرتا ہے۔

ا۔ قبل اخلاقی سطح (چار سے دس سال تک)

ب۔ رسمی اخلاقی سطح کا استقراری کردار (دس سے تیرہ سال تک)

ج۔ خود سے تسلیم کردہ اخلاقیات کی سطح (تیرہ سال سے بالغ ہونے تک) اگر بچہ ان سطحوں سے کامیابی سے نہیں گزرتا تو پھر کبھی بھی اس کے اخلاقیاتی اصول نشوونما نہیں پاتے۔

ii- حسی اورادراکی نمو (Sensory and Perceptual Development)

ساخت کے لحاظ سے بچے کے بیشتر حسی اعضا پیدائش سے پہلے ہی بن جاتے ہیں۔ وہ کب کام کرنا شروع کرتے ہیں آیا اس وقت سے جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے یا پیدائش کے فوری بعد سے۔ یہ ایک اہم سوال ہے کیونکہ بچے کی ابتدائی زندگی میں حساسیت کی پیمائش کرنا بہت مشکل ہے۔ شکم مادر میں گوشہ نشین بچہ (Fetus) خارجی دنیا کی مہیجات کے لیے منکشف نہیں ہوتا جب کہ نوزائیدہ بچے کو بے شمار مہیجات پر مبنی ماحول سے واسطہ پڑتا ہے۔ وہ کئی قسم کی مہیجات کے لیے حساسیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ استقرار حمل کے چھ سے آٹھ ہفتوں کے بعد وہ لمسی مہیج کے لیے ردِعمل کر سکتا ہے اس وقت تک ابتدائی نامکمل حسی استعداد پیدا ہو چکی ہوتی ہے۔ تیرھویں سے چودھویں ہفتہ تک سر کے پچھلے اور اوپر کے حصہ کے علاوہ تمام جسم حساس ہو جاتا ہے سر کے پچھلے اور اوپر کے حصہ میں حساسیت پیدائش کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ پیدائش کے وقت جسم کے دوسروں حصوں کے مقابلے میں چہرہ لمس اور دباؤ کے لیے حساس ہوتا ہے۔

درجہ حرارت کی حس (Sense of Temperature)

درجہ حرارت کے لیے حساسیت پیدائش سے پہلے ہی موجود ہوتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ بچے جو وقت سے پہلے پیدا ہو جاتے ہیں بر وقت پیدا ہونے والے بچوں کی طرح نامناسب درجہ حرارت کا دودھ پینے سے انکار کر دیتے ہیں درد کی حساسیت فیٹس (Fetus) کے ایام کے دوران اور شکمِ مادر سے باہر کے ابتدائی ایام کے دوران کمزور ہوتی ہے۔ یہ جسم کے باقی حصوں کی نسبت چہرے پر زیادہ پائی جاتی ہے لیکن ابھی مکمل نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے دو ہفتوں کے دوران بچے کو بے ہوش کیے بغیر اس کا ختنہ کر دیا جاتا ہے۔

ذائقہ اور شامہ کی حس (Sense of Taste and Smell)

ذائقہ کی حس پیدائش کے وقت مکمل طور پر تشکیل ہو جاتی ہے۔ نوزائیدہ بچے عموماً میٹھی یا نمکین چیزوں کو چوس کر خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور کھٹی اور کڑوی چیزوں کو ناخوشی کے اظہار کے ساتھ چوسنے سے گریز کرتے ہیں۔ یہ حس ظاہری طور پر بعض اوقات پیدائش سے پہلے ہی تشکیل پا جاتی ہے کیونکہ وقت سے پہلے پیدا ہونے والے (Premature) بچے بھی ذائقہ کی تہیج کے لیے جوابی عمل ظاہر کرتے ہیں۔

شامہ یا سونگھنے کی حس بھی نوزائیدہ بچوں میں مکمل پائی جاتی ہے۔ بُو کے مہیجات کے لیے بچوں کے جسم اور تنفسی رفتار میں جوابی تبدیلی مشاہدہ کی گئی ہے کئی تحقیقات سے پتہ چلا کہ نوزائیدہ بچے مختلف قسم کی بُو مثلاً ایسیٹک ایسڈ، فینائل، ایتھائل الکوحل اور سونف میں فرق محسوس کر سکتے ہیں بالغ افراد میں خوشگوار اور ناگوار بُو کے لیے بہت واضح فرق کے ساتھ جوابی افعال مشاہدہ کیے گئے ہیں۔

سمعی حس پیدائش کے وقت مکمل ہو جاتی ہے نوزائیدہ بچے خالص آوازوں اور مرکب آوازوں میں تمیز کر سکتے ہیں اور آوازوں کی بلندی اور وقفہ کے درمیان فرق کو سمجھ سکتے ہیں۔ نوزائیدہ بچے عام بول چال کی حد تک ہلکی آوازیں سن سکتے ہیں۔ مدھم اور سریلی آوازوں سے سکون محسوس کرتے ہیں۔ پیدائش کے تھوڑی دیر بعد بچہ آواز کا ارتکاز کر سکتا ہے۔

(Clifton & Gold berg 1975)

بصری حس (Sense of Vision)

چونکہ پیدائش کے وقت بچے کا شبکیہ (Retina) مکمل طور پر تشکیل نہیں پا چکا ہوتا اس لیے یہ فرض کیا گیا کہ نوزائیدہ بچے صحیح طور پر نہیں دیکھ سکتے۔ بہرحال تجربات سے یہ معلوم ہوا کہ چھوٹے بچے نمونہ جات کے درمیان تمیز کر سکتے ہیں اور گہرائی کے ادراک کا اظہار بھی کرتے ہیں۔

رنگ اور شکل (نمونہ) کا ادراک (Perception of Colour and Pattern)

شکل کے بصری ادراک کی قابلیت پیدائشی ہوتی ہے۔ ایک شہادت ملی ہے کہ پانچ دن سے کم عمر کے بچے کالی اور سفید نمونے کی شکلوں کو سادہ سطح کی نسبت زیادہ دیر تک دیکھتے ہیں چند دن زیادہ عمر کے بچے زیادہ بصری تمیز کا اظہار کرتے ہیں۔ ایک اور تحقیق میں محققین نے دریافت کیا کہ بچے نے مختلف زاویوں یا دس موڑوں والی شکلوں کو پانچ یا بیس موڑوں والی شکلوں پر ترجیح دی۔ یہ نتیجہ بچوں کی نظر جمانے کی تصویری عکاسی سے نکالا گیا کیونکہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بچے دس زاویوں والی شکل پر زیادہ دیر تک نظر جما کر دیکھتے ہیں۔ (Hershen, 1965) بچوں کی نظریں پیدائش کے وقت سست رفتاری سے حرکت کرنے والی اشیا کا پیچھا کر سکتی ہیں۔ (Brazelton, 1973)۔ چھوٹے بچے رنگوں کا ادراک کر سکتے ہیں۔ لیکن تحقیقات سے ابھی تک یہ پتہ نہیں چل سکا کہ کیا بڑوں کو بھی رنگ ویسے ہی نظر آتے ہیں۔ جیسے بچوں کو نظر آتے ہیں پہلی مرتبہ کس عمر میں رنگی بصارت پیدا ہوتی ہے اس کا بھی پتہ نہیں چل سکا اور یہ سوال کہ کیا نوزائیدہ بچے رنگ دیکھتے ہیں ابھی تک جواب طلب ہے اور مزید تحقیقات کا تقاضہ کرتا ہے۔

گہرائی کا ادراک (Perception of Depth)

ہم بلندی، وسعت اور گہرائی کا سہ جہتی ادراک کس طرح کرتے ہیں؟ اس سوال کے لیے مطالعہ کرنا بڑی دلچسپی کا حامل ہے اور بچوں میں اس کا مطالعہ کرنا اور بھی دلچسپی کا باعث ہے۔ عام طور پر یقین کیا جاتا ہے کہ ایک تختے کی اونچائی اور چوڑائی کا ادراک کرنا پیدائشی ہے اور گہرائی کا ادراک تجربے سے سیکھا جاتا ہے ایک تحقیق سے یہ پتہ چلا ہے کہ ایک سے دو ہفتے کی عمر کے بچے بصری احاطے کے اندر پیش کردہ اشیا کو ان اشیا کی تصاویر کے مقابلے میں زیادہ اچھی طرح دیکھتے ہیں۔ اشیا اور ان کی تصاویر کے درمیان امتیاز گہرائی کے ادراک کو ظاہر کرتا ہے جو آموزش کے عمل سے پہلے ہی واقع ہو جاتا ہے ایک حالیہ تحقیق سے پتہ چلا کہ بچے اشیا اور تصاویر کے درمیان کوئی امتیاز اور فرق روا نہیں رکھتے۔

قرآنی آیات اور احادیث

اسلام دین کامل ہونے کے ناطے زندگی کے تمام مراحل پر راہنمائی و علم فراہم کرتا ہے۔ قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں انسان کی پیدائش سے پہلے اور بعد کے مراحل پر کئی جگہ روشنی ڈالی۔ مثال کے طور پر چند آیات اور احادیث پیش کی جاتی ہیں۔

i- ہم نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ (سورۂ علق، آیت نمبر 2)

ii- ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔ (سورۃ التین، آیت نمبر 5)

iii- کہہ دیجیے یہ وہ ہے جس نے تمھیں پیدا کیا اور تمھارے کان، آنکھیں اور دل بنائے تم اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔

iv- اے لوگو! اگر تم (قیامت کے دن) جی اٹھنے سے شک میں ہو (سوچو) ہم نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفہ سے پھر جمے

ہوئے خون سے، پھر گوشت کی بوٹی سے، صورت بنی ہوئی اور بغیر صورت بنی (ادھوری) تا کہ ہم تمھارے لیے (اپنی قدرت) ظاہر کریں اور ہم (ماؤں کے) رحموں میں جو چاہیں ایک مدت ٹھہراتے ہیں۔ پھر ہم تمھیں نکالتے ہیں بچہ (کی صورت میں) تا کہ پھر تم اپنی جوانی کو پہنچو اور تم میں کوئی (عمر طبعی سے قبل) فوت ہو جاتا ہے اور تم میں سے کوئی پہنچتا ہے نکمی عمر تک تا کہ وہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے (ناسمجھ ہو جائے) اور تو دیکھتا ہے زمین کو خشک پڑی ہوئی۔ پھر جب ہم نے اس پر پانی اتارا تو وہ تر و تازہ ہو گئی اور ابھر آئی۔ اور وہ اگا لائی ہر قسم کا جوڑا رونق دار۔

(سورۃ الحج۔ آیات 5-6)

v- ''......تم میں سے ہر ایک اس طرح سے پیدا ہوتا ہے کہ نطفہ چالیس دن میں ماں کے پیٹ میں جمع کیا جاتا، پھر ایک گوشت کے لوتھڑے کی مانند ہو جاتا ہے......''

(مشکوٰۃ جلد اول نمبر 4-75)

vi- ''......کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا مگر فطرت پر......ایسے جیسے ایک چوپایہ بھی ایک پورے بچے کو جنم دیتا ہے............نہیں بدلتا اللہ تعالیٰ کا طریقۂ خلقت......''

(مشکوٰۃ جلد اول نمبر 12-83)

خلاصہ

نموکی نفسیات کا تعلق زندگی بھر میں پیدا ہونے والی باضابطہ تبدیلیوں کے بیان اور وضاحت سے ہے نمو کی نفسیات کے مطالعہ کی ابتدا استقرارِ حمل سے ہوتی ہے اور موت تک جاری رہتی ہے۔ بالیدگی کا تعلق صرف کمیتی تبدیلیوں سے ہے۔ سائز اور ساخت میں اضافہ کمیتی تبدیلیوں کی ایک مثال ہے پختگی سے مراد اندرونی بلوغت ہے جو فرد کی خفیہ صلاحیتوں کی خصوصیات کو منکشف کرتی ہے جو ایک نسلی عطیہ ہے فائلوجینیٹک (Phylogenetic) عمومی نسل سے متعلق ہے آنٹوجینیٹک (Ontogenetic) نشوونما کے مطالعہ میں بچے کیسے سوچتے، استدلال کرتے اور مسائل حل کرتے ہیں؟ کا جواب تلاش کیا جاتا ہے وقوف اور ذہانت کا تعلق ماحول میں مطابقت کے نفسیاتی عمل سے ہے انسانی زندگی کی جسمانی نشوونما کا تعلق استقرارِ حمل سے موت تک ہے ہم پوری زندگی کو آٹھ مدارج مثلاً قبل پیدائش، شیر خوارگی، بچپن، بلوغت، بالغیت اور بڑھاپے میں سماجی آموزش، اعتقادات، رویے اور سماجیت کا مطالعہ کرتے ہیں۔ وہ نشوونما کے چار مدارج مثلاً حسی حرکی عرصہ قبل عملی، ٹھوس عملی اور رسمی عملی مدارج کے نام سے موسوم کرتا ہے، اریکسن کا نفسیاتی، سماجی نظریہ پوری زندگی کو آٹھ بحرانی ادوار یا آٹھ نازک موڑوں میں تقسیم کرتا ہے جس میں سب سے اہم شناخت کا بحران ہے۔ کوہل برگ اخلاقی استدلال کے چھ مدارج کو تین سطحوں میں تقسیم کرتا ہے۔ مثلاً قبل اخلاقی سطح، رسمی کرداری استقامت کی اخلاقی سطح اور خود سے تسلیم کردہ اخلاقی سطح۔

حسی اور ادراکی نشوونما کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مختلف حسیات کے لیے جوابی عمل کی قابلیت پیدائش کے وقت سے بچپن میں موجود ہوتی ہے۔ لمس، درد، ذائقہ اور سونگھنے کی حس چھوٹے بچوں میں مشاہدہ کی گئی ہے۔ چھوٹے بچوں میں بصارت اور سماعت کے حواس کی موجودگی کے شواہد بھی ملے ہیں۔ شکل کے بصری ادراک کی قابلیت پیدائشی ہوتی ہے اور گہرائی کا ادراک تجربے سے سیکھا جاتا ہے۔

سوالات

1- خالی جگہ پُر کیجیے:

i- سمعی حس پیدائش کے وقت.................. ہے۔

ii- درجہ حرارت کی حس..................موجود ہوتی ہے۔

iii- نوزائیدہ بچے پیدائش کے وقت صاف دیکھ.................. ہیں۔

iv- شکل کا بصری..................کرنے کی قابلیت پیدائشی ہے۔

v- نشوونما..................اور..................تبدیلیوں کا ترقیاتی سلسلہ ہے۔

درست جواب پر (✓) لگائیے:

i- پیاجے..................کا حیاتیاتی نفسیاتی ماہر تھا۔

ا۔ امریکہ ب۔ فرانس ج۔ سوئٹزرلینڈ د۔ ان میں سے کوئی نہیں

ii- ایرکسن نے معاشرتی اثر کو بیان کرنے کے لیے اپنے نظریہ کی بنیاد..................پر رکھی۔

ا۔ پیاجے کا نظریہ ب۔ فرائیڈ کا انا کا نظریہ ج۔ شناختی بحران د۔ الزبتھ ہرلاک

iii- ایرکسن نے نشوونما کے..................بیان کیے۔

ا۔ آٹھ بحران ب۔ خود مختاری بمقابلہ شرم اور شک

ج۔ ان میں سے کوئی نہیں د۔ چار بحران

iv- نشوونما کے عمل میں..................پیدا ہوتی ہیں۔

ا۔ کیفیتی تبدیلیاں ب۔ کمیتی تبدیلیاں ج۔ دونوں د۔ ان میں سے کوئی نہیں

v- ....نے اخلاقی نشوونما کی تعریف انصاف کی حس کے طور پر کی۔

ا۔ سگمنڈ فرائیڈ ب۔ کوہل برگ ج۔ جین پیاجے د۔ ایرکسن

3- کالم الف کے بیانات کو کالم ب میں دیے گئے بیانات نمبر سے مطابقت پیدا کر کے مطابقتی بیان نمبر کالم ج میں درج کریں:

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
i- بالیدگی کا تعلق صرف کیفیتی تبدیلیوں سے ہے۔	i- بالیدگی اور نشوونما ایک دوسرے سے مختلف ہیں اگرچہ انھیں جدا نہیں کیا جا سکتا۔	
ii- نشوونما کیفیتی اور کمیتی دونوں تبدیلیوں کا ترقیاتی سلسلہ ہے۔	ii- اگلی نسل میں ملنے والا یہ عطیہ وہ ہے جو ایک فرد کے لیے مخصوص ہوتا ہے۔	
iii- نسلی عطیہ (Phylogenetic) ہے جو ایک نسل میں عام ہوتا ہے۔	iii- اس مطالعہ میں یہ بھی شامل ہے کہ شیر خوار استدلال کیسے کرتے ہیں اور اپنے مسائل کا حل کیسے کرتے ہیں۔	

	iv- اس کی ایک مثال سائز اور جسمانی ساخت میں اضافہ ہے۔	iv- وقوفی نفسیات اس چیز کا مطالعہ کرتی ہے کہ شیر خوار کیسے سوچتے ہیں اور یاد کرتے ہیں۔
	v- یہ ترتیب وار مربوط تبدیلیوں کا ایک ترقیاتی سلسلہ ہے۔	v- پختگی ایک متعلقہ عمر کے درجے کی ضرورت کے مطابق کسی فعل کو سرزد کرنے کا نام ہے۔
		vi- دونوں اکٹھی واقع ہوتی ہیں اور ان میں سے کوئی اکیلی واقع نہیں ہوتی۔

4- مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

i- آپ نمو کی نفسیات کی تعریف کیسے کریں گے؟

ii- نمو، بالیدگی اور پختگی کے مابین فرق بتائیے؟

iii- آپ وقوف سے کیا مراد لیتے ہیں؟ وقوفی نمو کیسے واقع ہوتی ہے؟

iv- جسمانی، سماجی اور وقوفی نموتیوں کی مختصر وضاحت کیجیے؟

v- پیاجے کے وقوفی نظریے اور ایرکسن کے نفسیاتی سماجی نمو کے نظریات کا تقابل پیش کیجیے۔

مشق

1- استاد کو ہر طالب علم کو مندرجہ ذیل موضوعات میں سے دو موضوعات پر کام دینا چاہیے۔

i- پیاجے کا وقوفی نشوونما کا نظریہ

ii ایرکسن کا نفسی سماجی نشوونما کا نظریہ

iii- کوہل برگ کا اخلاقی نشوونما کا نظریہ

iv- جسمانی، سماجی اور وقوفی نشوونما کا نظریہ

2- کلاس میں استاد کی زیرنگرانی گروہی مباحثے کرائے جائیں گروپ لیڈر کو گروہی مباحثوں کے اہم نکات نوٹ کرنے کے کام پر متعین کیا جائے۔

3- تصویری چارٹوں کے ذریعے جسمانی اور وقوفی نشوونما کی وضاحت کلاس روم میں آویزاں کیجیے۔

4- استاد اور طلبا کے درمیان موضوع سے متعلق زبانی سوال جواب کا تبادلہ ہونا چاہیے۔

کتابیات

نشوونما کی نفسیات

1. Haider, Faqih D.: "Foundation of Psychology", Majid Book Depot, Urdu Bazar, Lahore.
2. Hurlocks, Elizabeth B: "Child Development": 6th Edition Mc Graw-Hill Kogakusha
3. Hussain Karamat: "Elements of Psychology" M. R. Brothers. Urdu Bazar, Lahore.
4. Loftus, Elizabeth F. Wortman, Gamille B.: "Psychology" 2nd Edition Alfred A. Knof, New York.
5 Mussen, Paul: "The Psychological Development of the child", Prentice-Hall Inc. Eaglewood Cliffs, New Jersy,
6. Papalia, Diame E., Olds, Sally Wendkos: "Psychology" Mc Graw-Hill, 1985.
7. Riaz, Mah Nazir Mrs. Dr. "Growth and Maturation" National Academy of Higher Education, University Grants Commission, Islamabad.
8. Sdorow, Lester M.: "Psychology", Mc Graw-Hill Inc. 1998.
9. Woodworth, Robert S., Marquis Donald G.: "Psychology" A study of Mental Life, Methuen & Co. Ltd. 1971.
10. Zimbardo, Philip G.: "Psychology & Life, Scott. Foresman and Company Glenview.